مُلک میں کرپشن کا سِکّہ رائج، مُنافقت کی سیاست عُروج پر ہے

لوگوں میں قوت برداشت ختم ہوتی جارہی ہے، نااہل لوگوں کو ملک کی باگ ڈور دے دی گئی ہے، حکومت اور ایجنسیاں اپنے مقاصد کے لیے لوگوں کو استعمال کرتی ہیں

معروف اسکالر اور چیئرمین گلزار حبیب ٹرسٹ/ جامع گلزار حبیب مسجد/ جامعہ اسلامیہ گلزار حبیب، چیئرمین مولانا اوکاڑوی اکادمی (العالمی) علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی سے نیا چاند ٹائمز کی گفتگو

کراچی کے موجودہ حالات نے ایک سنگین نوعیت اختیار کرلی ہے اور بڑھتی ہوئی فرقہ واریت نے لاکھوں گھروں کے چراغ گل کردیئے۔ قانون نافذ کرنے والے ادارے ہی نہیں بلکہ گورنمنٹ کے ادارے بھی بے بس نظر آتے ہیں۔ بین المذاہب میں ہم آہنگی کیسے پیدا کی جائے اس موضوع پر گفتگو کے حوالے سے نمائندہ نیا چاند ٹائمز نے مولانا کوکب نورانی اوکاڑوی سے ملاقات کی جو نذرِ قارئین ہے۔

مولانا کوکب نورانی کسی تعارف کے محتاج نہیں کوکب نورانی مشہور و معروف عالم دین مولانا محمد شفیع محمد اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ مولانا کوکب نورانی نے بین المذاہب کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ ہمارا دین، اسلام ہے۔ مذہب، راستے کو کہتے ہیں۔ دین، قانون کو کہتے ہیں۔ مسلک سے مراد ملانے والے راستے کے ہیں۔ اہلسنت کے 4 مذہب ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی ان چاروں میں عقیدے کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اب بات ہوجائے فرقہ کی۔ فرقہ فرق سے بنا ہے۔ لوگ فرق کرتے گئے فرقے بنتے گئے۔ اہلسنت و جماعت کا نام صحابہ کرام کے دور سے ہمارا لقب چلا آرہا ہے۔ چنانچہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت بھی موجود ہے جس میں واضح کیا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سب سے زیادہ درود و سلام بھیجنا اہل سنت ہونے کی نشانی ہے۔ یہ بات تبلیغی جماعت کی کتاب فضائل درود شریف میں بھی موجود ہے۔ مولانا کوکب نورانی نے کہا کہ آپکی مراد بین المذاہب سے مراد حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی ہے تو ان میں نہ تو عقیدے کا اختلاف ہے نہ مسلک کا اختلاف ہے۔ مسائل کی تعبیر میں فرق ہے فروعی مسائل کی تعبیر میں فرق ہے مگر عقائد میں فرق نہیں ہے۔ اب بات آجاتی ہے دیوبندی، اہلحدیث، اہل قرآن وغیرہ یہ جو الگ الگ فرقے بن گئے ان میں جو اختلاف ہیں وہ اصولی بھی ہیں اور فروعی بھی۔

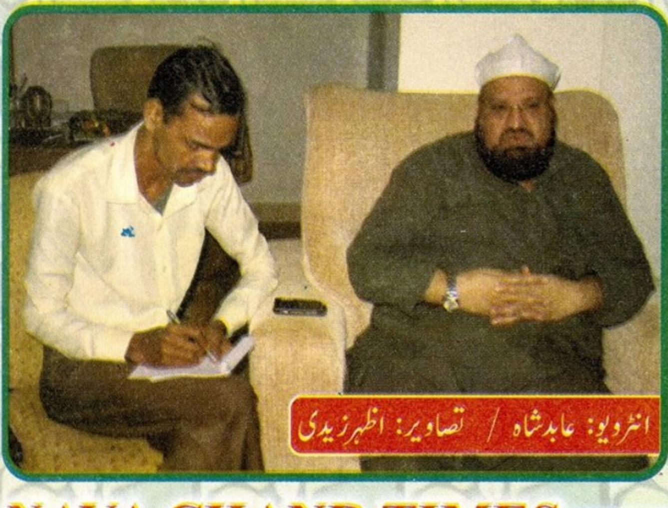

انٹرویو: عابد شاہ / تصاویر: اظہر زیدی

اصول سے مراد بنیاد کے ہیں جس میں کفر و ایمان کا فرق پایا جائے۔ یہ اختلاف حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور سے شروع ہوئے اور ان اختلافات کو صرف علمی سطح پر رکھا گیا تھا۔ نہ کہ گالی اور گولی کی زبان استعمال کی گئی۔ شرعی احکام واضح اور قطعی ہیں۔ نہ ماننے والی روش جن لوگوں نے اپنائی تشدد کا راستہ اختیار کیا وہ ہدایت کے قابل ہیں ماضی میں جو فرقے تھے ان میں جہمیہ، جبریہ، قدریہ، معتزلہ کے نام سے فرقے تھے ان میں سے سب

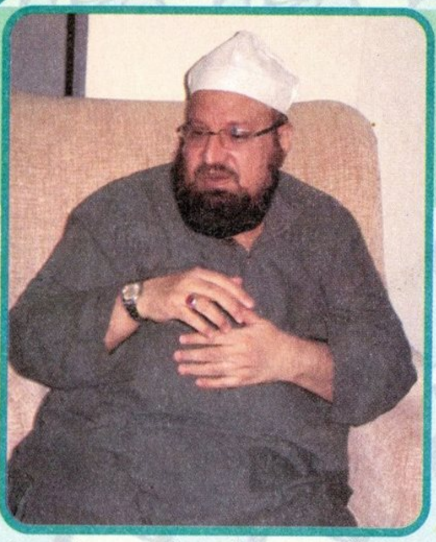

پاکستان ہم سب کا ملک ہے۔ سب نے مل کر اسے تعمیر کرنا ہے اور اگر ہم واقعی یہاں اسلام لانا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنے مزاج کو درست کرنا ہوگا کوشش کرنی چاہیے کہ تعمیر وطن میں ہر کسی کا حصہ ہو۔ تشدد اور تخریب کاری کو ہر طرح چھوڑنا ہوگا۔ اسی میں ہی ملک وقوم کی بہتری ہے۔

سے بڑا فرقہ معتزلہ فرقہ تھا ان میں تقدیر و دیگر پر اختلاف تھا۔ اب ان فرقوں کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔ اب ان کے خیالات کسی اور نے اپنا لیے ہوں تو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔ سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں برداشت ختم ہوتی جارہی ہے۔ اپنے مخالف کو ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اختلاف مخالفت اور دشمنی علماء کے نام پر کی جارہی ہے۔ بنام علماء بہت کچھ ہو رہا ہے جو لوگ اہل نہیں ہیں ان کو ملک کی باگ ڈور دے دی گئی ہے۔ عربی کی کہاوت ہے جب کوے کو کسی قوم کی سربراہی دے دی جائے تو وہ ہلاکت ہی کا راستہ دکھاتا ہے۔ جب نااہل لوگوں کے ہاتھ میں قیادت ہوگی تو اچھے راستے نہیں نکلیں گے۔ گورنمنٹ، ایجنسیاں، این جی اوز اپنے مقاصد کے لیے ان لوگوں کو استعمال کرتے ہیں جو بدامنی پھیلانے میں کردار ادا کرتے ہیں اگر حکومت بیوروکریسی، انتظامیہ غیر جانبدار ہوجائے تو یہ مذہبی شدت پسندی کبھی معاشرے میں جنم نہ لے۔ ہمارے ہاں لوگوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔ کبھی اسلام کے نام پر کبھی پیسے دے کر اس کو مذہبی رنگ دیا جاتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہوش مندی سے تمام فیصلے کئے جائیں۔ یہ ملک جب بنا تھا اس وقت وہ مسائل نہیں تھے جو آج ہیں۔ مسلمانوں کو وہاں پر بھی نماز روزے کی آزادی تھی۔ یہ ملک اس لیے بنا تھا کہ آزادی سے شرعی نظام پر عمل کریں گے۔ مگر ایسا نہ حکومت نے کیا اور نہ سیاست دانوں نے اس ملک میں کوشش کی۔ منافقت کی سیاست کی جارہی ہے کرپشن کا سکہ رائج الوقت ہے۔ کس کو کہوں کہ وہ مسائل کو حل کرے۔ ہم آہنگی کا مطلب علمی اختلاف رائے ہے۔ لوگ سمجھدار ہیں اب تو ٹیکنالوجی اتنی آسان ہوگئی ہے کہ ہر کسی کے دسترس میں ہے۔ کوئی بات چھپانا ممکن نہیں رہا۔ کتابیں موجود ہیں۔ علماء کے بیان موجود ہیں۔ حل کرنے والے بھی موجود ہیں لیکن کوئی کرنے نہیں دیتا۔ یہ ساری شرارت اس ملک میں سیاست کاروں کی ہے مذہبی فرقہ واریت کے نام سے فساد کروایا جاتا ہے۔ حکمرانوں کا رویہ 66 برسوں میں نہیں بدلا سب کچھ عوام کے سامنے ہے۔ حکمرانوں نے کن کے جنازوں میں شرکت کی اور کن کی تقریبات میں گئے۔ علامہ کوکب نورانی نے بات کرتے ہوئے کہا کہ آپ اگر جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو اکثریت یہ کہتی ہے عام فرد کے حقوق کی نگہبانی کی جائے حقوق ادا کئے جائیں عوام کا تحفظ کیا جائے جو آگ لگانے والے ہیں ان کو گرفت میں لیا جائے مگر ایسا کچھ نہیں ہوتا وہ کبھی ہاتھ نہیں آتے۔ وہ کتابیں جن میں اللہ تعالیٰ اور اسکے نبی ﷺ قرآن، صحابہ یا اہلبیت، علماء کرام کے خلاف باتیں ہیں ان کتابوں پر پابندی نہیں لیکن جو ان کے جواب میں کتابیں لکھی گئیں ان پر پابندی عائد کردی جاتی ہے۔ حکمران کو غیر جانبدار ہو کر ملک کے مفاد میں اور امن کے لیے کام کرنا ہوگا۔ علامہ کوکب نورانی نے ماہ ربیع الاول کے بارے میں کہا کہ ربیع الاول وہ مہینہ ہے جس میں رسول پاک ﷺ کی ولادت ہوئی۔ رسول پاک ﷺ وہ ہستی ہیں جن کی وجہ سے کائنات تخلیق کی گئی۔ یعنی وہ باعث تخلیق کائنات ہیں۔ یہ ان کی آمد کا مہینہ ہے۔ یہ موقع پر کئی ممالک میں سرکاری طور پر منایا جاتا ہے۔ ہر جائز خوشی منانا قرآن و حدیث

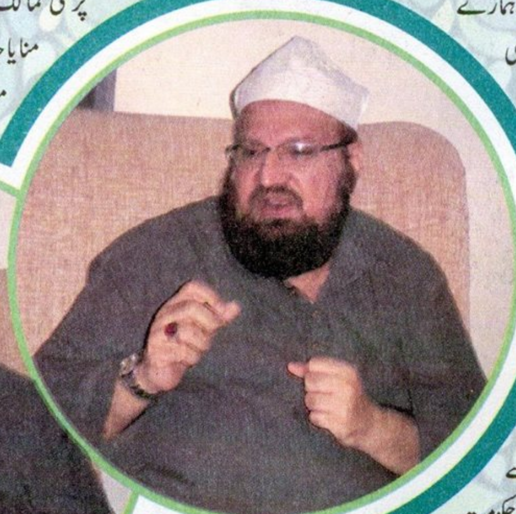

سے ثابت ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ کائنات کی پہلی اور سب سے بڑی عید ہے۔ اس کو احترام، عقیدت ومحبت سے منانا چاہیے۔ اگر کوئی نہیں منانا چاہتا تو نہ منائے اُسے کسی نے مجبور نہیں کیا۔ لیکن جو منا رہے ہیں ان کے خلاف پوسٹر چھاپنا اس کو غلط کہنا سنگین فعل ہے ان باتوں سے کیا تاثر دیا جاتا ہے۔ پورے عرب میں اپنے قومی دن کو عید الوطنی کہتے ہیں۔ جو لوگ میلاد نہیں منانا چاہتے وہ نہ منائیں۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کی خوشی منانے کو کیوں برا کہتے ہیں اور حضور پاک ﷺ نے اپنا میلاد خود بیان کیا ہے۔ میلاد کے معنی پیدائش کے ہیں۔ خوشی کا اظہار کرنا چاہیئے۔ بلکہ ہم دنیا کو یہ پیغام دیں کہ ہمارے نبی ﷺ اتنا اچھا دین لے کر آئے۔ میلاد منانے کو نہ فضول خرچی کہیں گے نہ بدعت۔ بلکہ یہ عین سعادت ہے۔ علامہ کوکب نورانی نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ہمارے ملک کا المیہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں جرم کی فائلوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ اگر سزا کا ذکر کریں گے تو شائد کاغذ بھی نہیں ملیں گے۔ ہمارے یہاں جرم سے پردہ پوشی کی جاتی ہے اس وجہ سے سانحہ راولپنڈی جیسے واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ پُر تشدد گروپ سے دبنا، ان لوگوں کو پالنا، ان سے چشم پوشی کرنا، تفتیش و تحقیق کو دبانا، جرائم سے وابستہ ٹولے کی حمایت کرنا سب غلط ہے۔ سانحہ راولپنڈی کے مجرموں کو سزا دینی چاہیے۔ اگر آج داتا دربار، عبداللہ شاہ غازی رحمتہ اللہ اور دیگر مزارات پر بم دھماکوں کے ملزمان کو سزا دی جاتی تو یہ سانحہ رونما نہیں ہوتا۔ یزید کی اُس موقع پر تعریف کرنا یا کوئی ایسی بات کہنا کہ جس سے انتشار پھیلے، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار کو لوگوں کی نظروں میں بگاڑنا کہ یہ اقتدار کی جنگ تھی یہ سب انتشار پھیلانے کی کوشش ہے یہ وہ ہستی ہے جس نے امت کے لیے قربانیاں دیں ان کے کردار پر تنقید ہوگی تو ایسے ہی واقعات رونما ہونگے۔ آخر میں علامہ کوکب نورانی نے اپنے پیغام میں کہا کہ پاکستان ہم سب کا ملک ہے۔ ہم سب نے ملکر اس کی تعمیر کرنی ہے اور اس میں ہم واقعی اسلام لانا چاہتے ہیں تو اپنے مزاج کو درست کرنا ہوگا۔ اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ تعمیر وطن میں ہر کسی کا حصہ ہو۔ تشدد اور تخریب کاری کو ہر طرح چھوڑنا پڑے گا۔ اسی میں ہی ملک وقوم کی بہتری ہے۔